جہاں میں ہوں

جناب ماہر القادری صاحب

تمنا بھی دوئی کی اک نشانی ہے جہاں میں ہوں
محبت خود حجابِ درمیانی ہے جہاں میں ہوں

یقیں کے آبشاروں کی روانی ہے جہاں میں ہوں
سکوتِ گل میں طوفانِ معانی ہے جہاں میں ہوں

خموشی حاصلِ نازک بیانی ہے جہاں میں ہوں
نگاہوں میں حدیثِ لن ترانی ہے جہاں میں ہوں

صفت خود ذات کو آئینہ دکھلاتی ہے رہ رہ کر
تجلی کو بھی شوقِ پرفشانی ہے جہاں میں ہوں

نفس کی موج بھی بے اذن جنبش کر نہیں سکتی
وہاں اک اک نظر کی پاسبانی ہے جہاں میں ہوں

ارادے ٹوٹتے ہیں آگہی مضبوط ہوتی ہے
شکستوں سے طلوعِ کامرانی ہے جہاں میں ہوں

مری ہستی کو فرقت کی فضا راس آ نہیں سکتی
غمِ دوری ہی وجہِ زندگانی ہے جہاں میں ہوں

طلسمِ ہوش و مستی ہے نہ مجبوری نہ مختاری
خود اپنی ذات سے بھی بدگمانی ہے جہاں میں ہوں

طبیعت ہے فسردہ پھر بھی ہونٹوں پر تبسم ہے
ہجومِ غم میں جبرِ شادمانی ہے جہاں میں ہوں

مرا ہر شعر ماہرؔ شارحِ آیاتِ قدرت ہے
وہاں جذب و یقیں کی ترجمانی ہے جہاں میں ہوں